تعارفِ کُتب

ادارہ

محاسنِ موضح القرآن

تالیف: مولانا اخلاق حُسین قاسمی

شائع کردہ: ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکادمی، بھیرہ
(۱۸×۲۲/۸ کے ۸۵۶ صفحات: عمدہ سفید کاغذ، اعلیٰ جلد: ہدیہ درج نہیں)

اس کتاب کے تعارف میں اپنی جانب سے کچھ عرض کرنے کے بجائے ہم کتاب ہی سے تین چیزیں ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں۔

۱۔ تقریظ از قلم مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ، مہتمم دارالعلوم دیوبند
۲۔ "ترجمۂ قرآن کی تحریک عروج بہ زوال" از قلم مولانا اخلاق حسین قاسمی (ص۵۵)
۳۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کا ایک عارفانہ قول (ص۵۶)

۱۔ تقریظ از قلم مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند ——!!

مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی فاضل دیوبند نے تفسیری سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشہورِ زمانہ ترجمہ کی وضاحت اور ناجرانہ انداز پر چھپے ہوئے تراجم کی اغلاط کی اصلاح کے لئے انتہائی دلچسپی، عرق ریزی اور کاوش کے ساتھ یہ کام بطور ایک مہم کے سرانجام دیا ہے اور اس ترجمے کے راستے سے درحقیقت قرآن حکیم کی عظیم خدمت انجام دی ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا ترجمہ یوم آغاز سے اب تک تسلسل کے ساتھ

بلا انقطاع مقبولیت کی اعلیٰ سطح پر پہنچا ہوا ہے جس میں خاندانِ ولی اللّٰہی کے فکر کی جھلکیاں غلبہ کے ساتھ صاف طور پر نمایاں ہیں۔ ترجمہ تحت اللفظ ہونے کے باوجود معنی خیز اور قرآن کے حقیقی مفہوم کی پوری پوری ترجمانی پر مشتمل ہے۔ حضرت ممدوح ترجمہ میں کہیں بھی کوئی ایسا زائد لفظ استعمال نہیں فرماتے جو قرآن کے اصل مفہوم سے زائد یا کم ہو۔ مثلاً قرآنی کلمات "الطیبات للطیبین" کے ترجمہ میں بعض ترجمہ نگاروں نے — "الطیبات للطیبین" کا ترجمہ اچھی چیزیں واسطے اچھے لوگوں کے، یا اچھی عورتیں، یا اچھی اشیاء وغیرہ کلمات سے کیا ہے۔

یہ ترجمہ خواہ غلط نہ ہو اور قرآنی مفہوم عام میں داخل بھی ہو لیکن الفاظِ قرآن سے یقیناً زائد ہے جسے تفصیل یا توضیح کا درجہ دیا جا سکے گا مگر قرآن کا اصل مفہوم نہیں کہا جا سکے گا۔

اس لئے حضرت شاہ صاحبؒ نے الفاظِ قرآنی کے حقیقی مفہوم عام کو بجنسہٖ باقی رکھتے ہوئے ترجمہ فرمایا کہ اچھیاں واسطے اچھوں کے اور بُریاں واسطے بُروں کے، جس میں عورتیں، چیزیں، اشیاء وغیرہ سب آ جاتی ہیں جو حقیقی معنی میں قرآن کا مفہوم عام ہیں۔ اس ترجمہ کی بلاغت وہ ہے جس کے بارے میں میں نے اپنے بزرگوں سے حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ سنا ہے:

"کہ اگر اردو میں قرآن نازل ہوتا تو شاید اس کی تعبیرات وہی یا اس کے قریب قریب ہوتیں جو اس ترجمہ کی ہیں"

گویا ان کے نزدیک حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کو اردو میں پورا پورا منتقل کر دیا ہے کہ وہ عین قرآن تو نہیں ہے مگر مثل مفہوم قرآن ضرور بن گیا ہے۔ قرآنی مفہوم جس انداز سے عربی میں ادا ہوا ہے اسی انداز سے وہ اردو میں بھی ادا ہو گیا ہے۔ جس سے حضرت شاہ صاحبؒ کی قرآن فہمی، بلاغت بیانی، زبانوں کے فروق اور ایک زبان سے دوسری زبان میں مفہوم کو پورا پورا منتقل کر دینے کی قدرت نمایاں ہے۔

اس لئے میرے والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جب شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے ترجمہ قرآن تحریر فرمانے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت نے فرمایا "حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہوتے ہوئے میرے نزدیک

جدید ترجمہ کی ضرورت نہیں، البتہ زبان کی قدامت کی وجہ سے کہیں کہیں قدیم الفاظ کی موجودہ زبان میں توضیح کافی ہوگی۔"

بہرحال متقدم اور متاخر علماء تلامذہ خاندان ولی اللّٰہی کا تصور، ترجمۂ قرآن کے بارہ میں ان دو واقعوں سے نمایاں ہو جاتا ہے۔ اس لئے مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی نے کی یہ کاوش اور عرق ریزی، جو انہوں نے اس ترجمہ کے حل مشکلات اور توضیحات مغلقات کے سلسلے میں کی ہے، احقر کے نزدیک حضرت شیخ الہندؒ کے نقش قدم کی پیروی ہے جو ان شاء اللہ مقبولیت پر مقبولیت کا نشان ہے اور ان شاء اللہ ایک عظیم خدمت ہونے کے ساتھ، اقتفاء آثار سلف کی وجہ سے دوگنا مقبولیت کا ضامن ہے۔

مولانا قاسمی نے اپنی اس کاوش کو اردو زبان کی تدریجی ترقی کی تاریخ اور فقہ اللغۃ کے اصول پر بہترین انداز میں واضح فرمایا ہے۔ اور محققانہ طریقہ پر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قابل قدر مدافعت بھی فرمائی جو ہم سب خدام شاہ صاحب کا فریضہ تھا، جسے مولانا موصوف نے پورے حلقہ کی طرف سے بطور فرض کفایہ ادا کیا ہے۔

پھر مستند موضح القرآن کی طباعت و کتابت کا نمونہ بھی دیدہ زیب اور دلکش ہے جس سے اس ترجمہ کے ظاہر و باطن کی عظمت نورٌ علیٰ نور ہو جاتی ہے۔

حق تعالیٰ مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے اور قرآنی خدمت کے صلہ میں انہیں اپنے سے وابستہ فرمائے۔ جب کہ قرآن بنص حدیث باطن حق سے نکلا ہوا ہے۔ جس کا تعلق بھی باطن خداوندی سے ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

تبرك بالقرآن فانه كلام الله	قرآن سے برکت حاصل کرو۔ وہ
وخرج منه	اللہ کا کلام ہے اور اس سے نکلا ہے

اس لئے اس کا خادم بھی پُر امید ہے کہ باطن حق سے ہی وابستہ ہوگا۔

تمنا ہے کہ اس قرآنی خدمت کی وجہ سے آخرت میں جو مولانا کی آؤ بھگت ہو تو ہم گنہ گاروں کو بھی یاد رکھیں۔

(محمد طیب رئیس دارالعلوم دیوبند، ۹۹-۱۲-۹ھ)

۲۔ ترجمۂ قرآن کی تحریک روبہ زوال"

از قلم: مولانا اخلاق حسین قاسمی

اب ترجمۂ قرآن کریم کی یہ تحریک روبہ زوال ہو رہی ہے اور جس تحریک نے مسلمانوں کے اندر عقائد حقہ پیدا کرنے میں بڑا اہم رول ادا کیا وہ سلسلۂ تعلیم و تبلیغ آہستہ آہستہ ختم ہو رہا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جماعت ولی اللٰہی کا ایک بڑا طبقہ اس تحریک سے دلچسپی لینے کے بجائے اس کی جگہ اردو کتابوں کے مذاکرہ کو اہمیت دے رہا ہے۔ اس طبقہ میں دینی مذاکروں اور دینی اجتماعات کے اندر "درس قرآن" کا کوئی پروگرام نہیں رکھا جاتا بلکہ اردو کتابوں کی تلاوت کو کافی سمجھا جاتا ہے۔ امام مسجد نماز کے بعد قرآن شریف کی چند آیات پڑھ کر ان کا ترجمہ اور آسان مطلب بیان نہیں کرتا، بلکہ فضائل اعمال کی چند حدیثوں کا اردو ترجمہ پڑھ کر دعا کرا دیتا ہے۔

دین داروں کی زبان پر قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر کا نام نہیں آتا بلکہ چند مخصوص اردو کتابیں ہیں جن کا اٹھتے بیٹھتے ذکر خیر کیا جاتا ہے۔ آپ کو مساجد میں قرآن کریم کے تراجم و تفاسیر کی کتابیں کم نظر آئیں گی فضائل کی اردو کتابیں زیادہ نظر آئیں گی۔

حالانکہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے پورے وثوق کے ساتھ لکھا ہے کہ قرآن کریم کے ترجمہ کی یہ برکت ہے:

۱۔ اس کے پڑھنے سے بچوں اور بچیوں اور کم علم لوگوں میں فطری سلامتی قائم رہتی ہے اور خداتعالیٰ نے پیدائشی طور پر ہر انسان کو جو فطرتِ سلیم عطا فرمائی ہے وہ ماحول کے بُرے اثرات سے محفوظ رہتی ہے۔

۲۔ اور اگر ماحول کے برے اثرات مسلمانوں کو گناہوں کی طرف کھینچ کر لے جاتے ہیں تو پھر بھی اس ترجمہ کی برکت سے مسلمانوں کو توبہ کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔

(نوٹ) مقدمہ فتح الرحمان کے مذکورہ بالا اقتباسات اس قلمی نسخہ سے لئے گئے ہیں جو دارالعلوم دیوبند کے کتب خانے میں موجود ہے

اس کا یہ مطلب نہیں کہ دین کی دوسری کتابوں کے پڑھنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ حاصل ہوتا ہے۔ بے شک دین کی ہر کتاب پڑھنے سے فائدہ پہنچتا

ہے مگر جو بات کلام خداوندی اور اس کے ترجمہ و تشریح کے اندر ملتی ہے وہ دوسری جگہ کہاں ؟

۳ حضرت مولانا حُسین احمد مدنیؒ کا ایک عارفانہ قول

ماخوذ از محاسن موضح القرآن صہ۵۶

مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ نے مراد آباد جیل کے اندر درس قرآن کا سلسلہ شروع فرمایا تھا۔ حضرت مدنیؒ نے اس مجلس میں کلام اللہ کے الفاظ کی روحانی تاثیر پر اظہارِ خیال فرماتے ہوئے کہا تھا :

"جو سلوک کلام اللہ کے ذریعے ہو وہ قوی اور پائیدار ہوتا ہے مگر دیر سے ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان قرآن حکیم کے دیگر عجائبات میں لگ جاتا ہے اور ذکر کے ذریعہ طبیعت جلد متوجہ ہوتی ہے۔ مگر وہ اس قدر پائیدار نہیں ہوتی"۔

(سات مجلسیں صہ۴۸)

●

ڈاکٹر ابصار احمد ڈائرکٹر قرآن اکیڈمی

کی تالیف (بزبان انگریزی) صفحات ـ ۱۶۰

کانٹ اور کرکیگارڈ

ایک تقابلی مطالعہ

عنقریب شائع ہو رہی ہے !

ناشر : مکتبہ کارواں، کچہری روڈ، لاہور